رضا کار اپنی خدمات جلسہ سالانہ کیلئے پیش کر کے نفلی ثواب کے عظیم موقع سے فائدہ اٹھائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍نومبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

میں ابھی لندن ہی میں تھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی کہ ہمارے اپنے ہی نظام کی طرف سے خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع اور اسی طرح انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع بھی بعض وجوہ کی بنا پر منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں آ کر جو حالات میرے علم میں آئے ہیں ان کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلے درست نہیں تھے یہ اجتماعات ہونے چاہئیے تھے۔ دفعہ ۱۴۴ کی پابندی کرنا جہاں ہر ایک احمدی کے لئے ہر اچھے پاکستانی شہری کے لئے ضروری ہے وہاں ملکی انتظامیہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ جن اغراض کے لئے دفعہ ۱۴۴ لگائی گئی ہے اگر وہ اجتماعات ان اغراض کے خلاف نہیں تو ان کے لئے استثنائی اجازت دے اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن چونکہ افسر لوگ بدلتے رہتے ہیں۔ بعض افسروں کو حالات کا زیادہ علم ہوتا ہے اور بعض کو کم۔ اس لئے جماعتی نظام کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے حکومت کے افسران پر حالات کی وضاحت کر دے۔ میں یہ سن کر حیران ہوا ہمارے علاقہ کے ایک افسر نے آرام سے یہ کہہ دیا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع تقریری جلسہ ہوتا ہے جو مسجد میں بھی ہو سکتا ہے اور ہم نے تو کہہ دیا تھا کہ مسجد میں جلسہ کر لو۔ بہرحال جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اور اس کے نتیجہ میں مجھے جو ذہنی کوفت اٹھانی پڑی ہے وہ تو اٹھانی پڑ گئی۔ اب اس کے تدارک کے لئے

ایک صورت یہ ہے کہ یہ مجالس اپنے اپنے منسوخ شدہ اجتماع کو ملتوی سمجھیں اور اگلے سال قانون کے اندر رہتے ہوئے اور افسران علاقہ کی فراست پر بدظنی نہ کرتے ہوئے یہ اجتماع بھی کریں اور آئندہ سال کے اجتماع بھی کریں۔

اس کا ایک برا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض لوگ پوچھتے ہیں کیا جلسہ سالانہ ہوگا یا وہ بھی نہیں ہوگا؟ ایسے وہمی دماغوں کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ انشاء اللہ جلسہ سالانہ ہوگا وَعَلَى اللّٰهِ نَتَوَكَّلُ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے ملک کی انتظامیہ پر بدظنی کریں۔گزشتہ سال بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ شاید جلسہ نہ ہو اور بہت سے مخلص احمدیوں کی یہ رائے تھی کہ جلسہ نہیں ہونا چاہیئے اور پھر جب میں نے کہا جلسہ تو ہوگا، کیوں نہیں کرنا چاہیئے؟ تو پھر بعض دوستوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ اچھا اگر آپ نے جلسہ کرنا ہی ہے تو یہ اعلان کر دیں کہ دس پندرہ ہزار سے زیادہ آدمی یہاں جلسہ پر نہ آئیں۔میں نے کہا اگر میں ایسا اعلان کر بھی دوں تو مَیں اس کی تعمیل کیسے کرواؤں گا۔

بہرحال ہم چونکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں اور چونکہ ہمیں حسن ظن سے کام لینے کی تعلیم دی گئی ہے ہمارے خدا تعالیٰ نے ،قرآنی شریعت نے ،حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ اور قول نے ہمیں حسن ظن کی تعلیم دی ہے اس لئے ہم حکومت وقت پر بھی حسن ظن رکھتے ہیں سوائے اس کے کہ ان کا کوئی فعل ہمارے حسن ظن کو مجروح کر دے اس کی ذمہ داری تو ان پر ہے ہم خدا کی نگاہ میں گناہ گار کیوں ہوں۔اس لئے میں دنیا کے ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں (اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے، اسی پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور اپنی حکومت پر حسن ظن رکھتے ہوئے) کہ انشاء اللہ جلسہ سالانہ اپنی مقررہ تاریخوں میں ہوگا۔گزشتہ سال چونکہ حالات اس سے بھی زیادہ مختلف تھے جو سال رواں میں رہے یا آجکل ہیں ۔اس لئے بڑی مہربانی سے انتظامیہ کے بہت سے شعبوں نے بڑا اچھا تعاون بھی کیا۔ان کی جو ذمہ داریاں تھیں ان کو نباہنے کی بھی انہوں نے کوشش کی۔اب تو ان کو ہمارا جلسہ کروانے کا اچھی طرح تجربہ بھی ہو چکا ہے۔پچھلے سال تو تجربہ بھی نہیں تھا۔اس واسطے میں امید رکھتا ہوں کہ اس سال ان کا انتظام بھی گزشتہ سال سے بہرحال بہتر ہوگا۔انسان تجربہ سے سیکھتا ہے اور پھر اس کے

فعل میں پہلے سے زیادہ حسن پیدا ہوتا ہے۔ ہم نے تو ایک لمبے عرصہ کے تجربے کے بعد اپنے جلسہ کے نظام کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فراست اور اللہ تعالیٰ کی آسمانوں سے بارش کی طرح نازل ہونے والی رحمتوں کے نتیجہ میں جلسہ سالانہ کا ایک بڑا ہی اچھا نظام قائم کر دیا ہے۔

باہر کی دنیا جو ہم سے واقف نہیں، وہ نہ تو جلسہ میں شریک ہونے والوں کی ذہنیت اور مزاج سے واقف ہے اور نہ جلسہ سالانہ کا انتظام کرنے والوں کی ذہنیت اور مزاج سے تعارف رکھتی ہے وہ لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ جلسہ سالانہ کا اتنا بڑا انتظام کس طرح ہوسکتا ہے۔ کئی ایک غیر ملکی عیسائی اور لامذہب لوگوں سے بات ہوئی ہے کئی ایک نے یہاں آ کر بات کی ہے وہ کہتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے جماعت احمدیہ جلسہ سالانہ پر آرام کے ساتھ اتنی بڑی تعداد کو کھانا کھلا دیتی ہو۔ لنگر سے کھانے والوں کی تعداد روزانہ ۷۰۔۸۰ ہزار تو ہوتی ہے (گو جلسہ میں شریک ہونے والے ایک لاکھ سے زیادہ ہوتے ہیں) یہ ایک چکر ہوتا ہے جس میں کچھ دوست کھانا باہر کھا لیتے ہیں۔ ان دنوں دوست ایک دوسرے کی دعوتیں بھی کرتے ہیں ہم بھی دعوتیں کرتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں بھی بہت کھانا پکتا ہے اور دوسرے بہت سے گھروں میں پکتا ہے۔ اس کے باوجود لوگ حیران ہوتے ہیں کہ لنگر ۷۰۔۸۰ ہزار آدمیوں کو دو گھنٹوں کے اندر کیسے کھانا کھلا دیتا ہے۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں ہم گپ مارتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم گپ کبھی نہیں مارا کرتے۔ ہمیں کوئی سیاسی مصلحت تو سچ بولنے سے نہیں روکتی۔ کیونکہ ہم سیاست دان ہیں ہی نہیں۔ نہ ہماری کوئی سیاسی مصلحت ہے ہم تو اللہ والے اور درویش لوگ ہیں اور جو حقیقت ہوتی ہے اسے بیان کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں مانتا مگر حقیقت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک واقعہ ہے جو ہو رہا ہے جو لوگ جلسہ سالانہ کے انتظام کو دیکھتے ہیں وہ حیران ہو جاتے ہیں۔

جہاں تک جلسہ سالانہ پر کام کرنے والوں کی ذہنیت کا سوال ہے وہ تو ایسی ہے کہ دیر ہوئی قادیان کی بات ہے میں اس وقت ابھی بچہ ہی تھا میرا ہم عمر ایک اور بچہ مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرے میں بطور معاون کام کر رہا تھا۔ میری عمر اس وقت اتنی چھوٹی تھی کہ میرے بزرگ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ جو اس وقت جلسہ سالانہ کے انچارج ہوتے تھے وہ

اپنے دفتر میں میری ڈیوٹی تو لگا دیتے تھے لیکن ان کی طرف سے ڈیوٹی لگانے کا مطلب صرف یہ ہوتا تھا کہ مجھے جلسہ سالانہ کے کام کرنے کی عادت پڑ جائے۔ ورنہ اس عمر میں جو عام جلسہ کا انتظام ہے اس قسم کے کام میں نہیں کر سکتا تھا۔ بس کبھی وہ مجھے کوئی پیغام دے کر بھیج دیتے تھے کبھی ویسے ہی بٹھائے رکھتے تھے اور میں ان کو کام کرتے دیکھتا رہتا تھا یا ان کے کاغذ وغیرہ ٹھیک کرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ رات کے وقت جبکہ قریباً سب مہمان کھانا کھانے سے فارغ ہو چکے تھے وہ مجھ سے کہنے لگے مدرسہ احمدیہ کے کمروں میں جا کر دیکھ آؤ۔ کیا سب مہمان ٹھیک ٹھاک ہیں ان کو کھانا مل گیا ہے یا نہیں۔ آیا سب آرام سے ہیں کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں؟ چنانچہ میں مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرہ کے دروازہ پر جب پہنچا تو اس کا دروازہ ذرا سا کھلا تھا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے دوران رضا کاروں کو رات کے وقت ایک دو بار چائے کی پیالی بھی مل جایا کرتی تھی۔

میں نے دیکھا کہ ایک رضا کار اپنی چائے کی پیالی لے کر جب کمرے میں آیا تو وہاں ایک مہمان بیمار پڑا تھا اسے غالباً لرزہ کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا اسے خیال آیا کہ یہ بچہ شاید مجھے بیمار دیکھ کر میرے لئے چائے لے کر آیا ہے۔ چنانچہ عین اس وقت جب میں ذرا سا دروازہ کھول کر اندر جانے لگا تو اس بیمار دوست نے پوچھا میرے لئے چائے لے کر آئے ہو؟ مجھے تو پتہ تھا کہ یہ فلاں لڑکا ہے (جو اس وقت مجھ سے ذرا بڑا ہوگا) اور یہ اپنے لئے چائے لے کر آیا ہے۔ میں باہر کھڑا ہو گیا یہ دیکھنے کے لئے کہ اب اس کا ردعمل کیا ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک لمحہ کے لئے اس طفل نے یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ وہ اپنے لئے چائے لے کر آیا ہے۔ وہ فوراً کہنے لگا ہاں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ یہ چائے پئیں۔ اس نے یہ بھی نہیں کہا کہ آپ کے لئے چائے لے کر آیا ہوں کیونکہ اس طرح غلط بیانی ہو جاتی۔

پس بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن یہ معمولی سا واقعہ بھی بتا رہا ہے کہ جو ہمارے کم عمر احمدی بچے ہیں یا نوجوان اور بڑی عمر کے جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور جلسہ سالانہ کے کام رضا کارانہ طور پر کرتے ہیں ان کی ذہنیت کیا ہوتی ہے۔ پچھلے سال چونکہ جلسہ سالانہ کے موقع پر پولیس کا بھی بڑا انتظام تھا۔ ایک چھوٹا بچہ جو رات کا کھانا لے کر جا رہا تھا اس سے

ایک پولیس افسر نے علم حاصل کرنے کے لئے پوچھا بچے! تمہیں اس کام کے کتنے پیسے ملتے ہیں؟ تو وہ ہنس پڑا۔ کہنے لگا تم پیسوں کی بات کرتے ہو میں ربوہ کا رہنے والا نہیں؟ میں باہر سے آیا ہوں اور بڑی سفارشیں کروا کر میں نے جلسہ کے کام کرنے کے لئے اپنی ڈیوٹی لگوائی ہے ورنہ باہر والوں کو عام طور پر نہیں لگاتے اور تم مجھ سے یہ پوچھتے ہو کہ مجھے پیسے کتنے ملتے ہیں۔

ان دو باتوں کے بیان کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ میں اس ضمن میں جلسہ سالانہ کے بارہ میں اپنے احمدی نوجوانوں، بچوں اور بڑی عمر والوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر سال جلسہ اپنی وسعتوں کے ساتھ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں بھی وسعت ہوتی ہے اور ذمہ داریوں میں بھی وسعت ہوتی ہے۔ اس لئے نظام جلسہ کو ہر سال زیادہ اخلاص سے اور زیادہ تعداد میں کام کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر جلسہ سالانہ کے نظام کو یہ شکوہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض ماں باپ اپنے بچوں کو اس عظیم ثواب سے محروم ہوتا دیکھتے ہیں اور اسے برداشت کر لیتے ہیں وہ اس کو کیسے برداشت کر لیتے ہیں مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ یا تو وہ مجھے سمجھا دیں کہ یہ بھی برداشت کر لینے کی چیز ہے تو میں ان کو کچھ نہیں کہوں گا یا پھر اس ثواب سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ خدا تعالیٰ ایک قوم کو گھر بیٹھے نفلی ثواب کے ایسے مواقع میسّر کرے اور آپ ان مواقع سے فائدہ نہ اٹھائیں تو اس میں کوئی معقولیت مجھے تو نظر نہیں آتی اور مجھے یقین ہے کہ کسی صاحبِ فراست کو بھی اس میں معقولیت نظر نہیں آئے گی اس لئے میرے عزیز بچو! اور جوانو! اور بڑی عمر والو! جلسہ سالانہ کے نظام میں تندہی سے کام کرو۔ یہ تمہارے لئے مفت کا ثواب ہے۔ میں نے بتایا ہے اور میرا یقین ہے کہ ہمارے کام تو خدا کے فضل سے ہوتے ہیں اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں جو دنیا عام طور پر کر لیتی ہے۔ ہماری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ مہدی معہود علیہ السلام کے کام تو آسمان سے فرشتے آ کر کرتے ہیں اور ثواب ہمیں مل جاتا ہے۔ چونکہ فرشتے کام کرتے ہیں اُن کے لئے جزا و سزا نہیں۔ ان کی فطرت ہی ایسی ہے۔ قرآن کریم نے فرشتوں کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ جو حکم انہیں دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔ اس واسطے خدا تعالیٰ کی راہ میں جو اجتماعی کوشش ہوتی ہے اس میں بڑا حصہ فرشتوں کا ہوتا ہے مگر اس اجتماعی کوشش کا جو ثواب ہوتا ہے وہ چونکہ فرشتوں کو نہیں ملتا اس لئے اللہ تعالیٰ وہ ثواب بندوں

کو دے دیتا ہے اور اس طرح وہ دس گنا، سو گنا بلکہ ہزار گنا ثواب میں شامل ہو جاتے ہیں ۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔فرشتے نہ بھی ہوتے تب بھی اگر اللہ چاہتا تو وہ اپنے بندوں کو ثواب دے سکتا تھا لیکن اس نے ہمیں ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ بھی بنا دیا۔ پس نفلی ثواب کے اس قسم کے عظیم مواقع میسر آئیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد امت محمدیہ میں ایک گروہ کو پہلی دفعہ مل رہے ہیں اور وہ ان سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ایسے لوگوں کو پتہ نہیں لوگ پاگل کہیں گے یا کیا کہیں گے مگر جو فرشتے آ کر کام کرتے ہیں وہ تو ضرور حیران ہونگے کہ آسمان سے ہماری ڈیوٹی لگ جاتی ہے مگر جن کے سپرد یہ کام ہے وہ اس سے غافل رہتے ہیں ۔

دوسرے جلسہ سالانہ کے متعلق ہمیشہ ہی یہ تحریک کرنی پڑتی ہے کہ دوست نظام جلسہ کے ماتحت ٹھہرنے والے مہمانوں کے لئے اپنے مکانوں کا کوئی نہ کوئی حصہ فارغ کریں ۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ کا ہمیں مستقل حکم ہے ۔پچھلے سال تو میں نے بتایا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے وَسِّعْ مَكَانَكَ کی یاد دہانی بھی کروائی تھی جب سے جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے یا جب سے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ماننے والوں کو مرکز میں آنے کی توفیق ملی آپ کے زمانہ میں آپ سے ملنے کی یا مرکز میں آ کر اس قسم کے مرکزی اجتماعات سے استفادہ کرنے کی تو ہمیشہ ہی یہ دیکھنے میں آیا کہ باوجود اس کے کہ دوران سال مکانوں میں بڑی وسعتیں پیدا ہوئی ہیں پھر بھی مکان کم ہو جاتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے۔

جلسہ پر آنے والے اس جذبہ کے ساتھ آتے ہیں اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتوں کے بغیر وہ جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ایک دفعہ کا واقعہ مجھے اب بھی یاد ہے۔شروع شروع میں جب جامعہ نصرت کے میدان میں جلسہ ہوا کرتا تھا غالباً حضرت صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد میں باہر نکلا کیونکہ میں افسر جلسہ سالانہ تھا اور مجھے دوسری ڈیوٹیوں پر جانا تھا۔ایک صاحب جن کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا کہ وہ لکھ پتی تھے یا اس سے بھی زیادہ امیر تھے انہوں نے ہاتھ میں ایک بکس پکڑا ہوا تھا اور ساتھ ان کی بیوی تھی۔ وہ اڈے کی طرف سے چلے آ رہے تھے میں سمجھ گیا کہ یہ تو ابھی پہنچے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کے لئے رہائش کی کوئی جگہ

مقرر ہے۔ کہنے لگے نہیں اب جا کر تلاش کروں گا۔ میں نے سوچا کہ یہ اب کہاں سے تلاش کریں گے جتنے دوستوں نے ہم سے رہائش گاہیں مانگی تھیں اس سے کم اہل ربوہ نے ہمیں دی ہیں۔ بہت سے دوستوں کو انکار کرنا پڑا ہے اس لئے اس وقت جبکہ جلسہ شروع ہو چکا ہے ان کو کون رہائش گاہ دے گا۔ افسر مکانات تو ان کو کوئی رہائش گاہ نہیں دے سکیں گے۔ میں نے ان سے کہا آیئے میں آپ کے لئے کوشش کرتا ہوں۔ میں اپنے گھروں میں ایک جگہ گیا۔ گھر والوں سے پوچھا کوئی کمرہ یا کوئی ڈریسنگ روم خالی ہو مگر پتہ لگا کوئی بھی خالی نہیں۔ پھر ہم دوسرے گھر میں گئے حتیٰ کہ تیسرے گھر میں تلاش کرتے کرتے ایک جگہ ایک چھوٹا سا غسل خانہ ٹائپ کمرہ تھا جس میں گھر والوں کی کچھ چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا کیا یہ کمرہ آپ کے لئے ٹھیک ہے؟ کہنے لگے بڑا اچھا ہے۔ الحمد للہ ہم اس میں بڑے آرام سے رہیں گے۔ میں نے وہ کمرہ خالی کروایا۔ دَبّ کی ایک پنڈ منگوائی (ان دنوں بُو جوں والی گھاس ہوا کرتی تھی یعنی دَبّ جو بڑی چبھتی تھی) اور وہاں ڈلوا دی۔ اب دیکھو وہ دوست جو لاکھوں روپے کے مالک تھے اور ہر سال لاکھوں کماتے تھے وہ اس چھوٹے سے کمرے میں بڑے آرام سے رہنے لگے اور بڑے ممنون ہوئے۔ مہمانوں کی ممنونیت کا یہ اظہار یہاں کام کرنے والوں کی گردنیں جھکا دیتا ہے یہ سوچ کر کہ ہم نے ان کی کیا خدمت کی ہے جو اتنے ممنون ہو رہے ہیں لیکن بہرحال جیسا کہ میں نے بتایا ہے دونوں طرف سے ایک ایسا جذبہ دیکھنے میں آتا ہے جسے دنیا پہچان نہیں سکتی۔ پس اہل ربوہ کو چاہیئے کہ جتنے مکان بھی وہ دے سکتے ہوں یا مکانوں کے کوئی سے جو حصے دے سکتے ہوں، وہ دیں۔ بیشک ۸×۸ یا ۸×۶ کا کوئی کمرہ یا کوئی اسٹور جو بھی فارغ کر سکتے ہوں وہ اپنے مہمانوں کے علاوہ نظام سلسلہ کے ماتحت ٹھہرنے والے مہمانوں کے لئے فارغ کر دیں تا کہ زیادہ سے زیادہ احمدی خاندانوں کو اس سے سہولت بہم پہنچائی جا سکے۔ یہ صحیح ہے کہ ربوہ کا ہر گھر مہمانوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے کیونکہ جو کمزور احمدی ہے اس کے بھی باہر سے کئی رشتہ دار آ جاتے ہیں تو یہ کمزوری نہیں دکھاتا اور یہ نہیں کہتا کہ جلسہ کے مہمان اس کے گھر نہ ٹھہریں بلکہ بعض دفعہ تو اس سے الٹ ہو جاتا ہے۔ میں افسر جلسہ سالانہ تھا ایک دفعہ مجھے یہ رپورٹ ملی کہ فلاں شخص کا اتنے x اتنے کا کمرہ ہے اور وہ سو آدمیوں کی روٹی لے کر

گیا ہے۔ وہ آدمی بظاہر کمزور ہی تھا۔ میں نے کہا پتہ کرنا چاہیئے کہیں ضیاع تو نہیں ہو رہا ہے۔ چنانچہ جب میں نے چیک کروایا تو پتہ لگا کہ سو سے بھی زیادہ آدمی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ خدا جانے اس کمرے میں وہ سو آدمی کس طرح رہتے تھے۔ پس آنے والے بھی اور یہاں والے بھی بڑی قربانی کرتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں اور میرے دل میں یہ خواہش ہے کہ ربوہ کے دوست جتنی قربانی کرتے ہیں اس سے زیادہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے فضلوں کے وہ وارث ہوتے ہیں اس سے زیادہ فضلوں کے وارث بنیں۔ یہ میری آپ کے لئے خواہش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی اچھی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ دوستوں کو میری اس خواہش کے پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔

جلسہ سالانہ کا جو نظام ہے اسے ہر سال پہلے سے بہتر ہونا چاہیئے اور ہے مگر کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جن کا علم تجربہ سکھاتا ہے مثلاً جب مجھے پہلی دفعہ افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا تو مجھے تو پتہ نہیں تھا کہ دال کی دیگ کا نُسخہ کیا ہے یعنی ایک دیگ میں دال کتنی پڑتی ہے اس میں کتنا نمک، کتنی ہلدی اور مرچ پڑتی ہے کتنا مسالہ اور کتنا گھی پڑتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس وقت اجناس کے جو افسر تھے اور کئی سال سے کام کرتے چلے آرہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تم بتاؤ، کہنے لگے مجھے تو پتہ نہیں۔ میں نے کہا پھر تم کیا کرتے ہو؟ کہنے لگے بس دیگیں پکانے والے جو چیزیں مانگتے ہیں وہ ہم دے دیتے ہیں۔ میں نے کہا یہ تو ٹھیک نہیں۔ چنانچہ میں نے قادیان لکھا۔ انہوں نے دیگوں کے نسخے بھجوائے تو ایک عجیب بات معلوم ہوئی کہ قادیان میں دال کی دیگ میں جتنا نمک پڑتا ہے اتنی ہی دال جو ربوہ میں پکتی ہے اس میں کم نمک پڑتا ہے۔ یہاں کا پانی نمکین ہے یا کیا بات ہے بہرحال فرق ہے۔ اسی طرح مرچ وغیرہ میں بھی فرق نظر آیا۔ یہاں کے تجربے کے مطابق یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھ دیا گیا۔ پھر میں نے اخبار میں اشتہار دینا شروع کیا اور یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا کہ جس دوست کے دماغ میں جو چیز آئے وہ ہمیں لکھ بھیجے وہ اعتراض نہیں ہوگا وہ مشورہ ہوگا اور افسر کا کام ہے کہ وہ مشورہ طلب کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے کسی نے لکھا آپ جو چیز نیچے بچھاتے ہیں (دبّ) وہ بہت تکلیف دیتی ہے۔ دراصل ان دنوں بُوجوں والی گھاس کاٹ کاٹ کر نیچے بچھا دیا کرتے

تھے کیونکہ اس زمانے میں اس علاقے میں چاول کی فصل نہیں ہوتی تھی۔ یہ تو جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو آرام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین کو کہا یہاں چاول اُگا۔ ورنہ پہلے تو یہاں چاول نہیں ہوتا تھا غرض کسی دوست نے لکھا کہ یہ تکلیف ہے کسی نے لکھا وہ تکلیف ہے کسی دوست نے مشورہ دیا کہ یہ انتظام ٹھیک ہونا چاہیئے اور کسی نے کہا وہ انتظام ٹھیک ہونا چاہیئے۔ یہ سب مشورے بھی اسی رجسٹر میں لکھے جاتے تھے جو بعد میں ''لال کتاب'' کے نام سے مشہور ہوگئی۔ پھر اسی کتاب میں Forecast کا طریقہ بھی درج کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ پچھلے سال سے دس فیصد زیادہ مہمانوں کے لئے صبح و شام اتنی دیگیں زیادہ لگیں گی، اتنا آٹا زیادہ ہوگا، اتنا گوشت کا اندازہ ہے، اتنا گھی، اتنی دال، اتنا نمک اور اتنی مرچ زیادہ پڑے گی۔ غرض ایک ایک چیز کے اندازے جولائی، اگست اور ستمبر میں تیار ہوجاتے ہیں اور پھر اس کے مطابق اشیاء خریدنی پڑتی ہیں اور یہ ایک بڑی اچھی چیز ہے جو تجربے سے حاصل ہوتی ہیں لیکن تجربے کا میدان ہر جلسہ پر کھلا ہوتا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں ہر روز کھلا ہوتا ہے۔ انسان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں علم حاصل کرتا ہے اپنے ماحول سے، اپنے گردوپیش سے، اپنے دوستوں کے تجربات سے اور خود اپنے تجربات سے۔ پس جتنے مہمان پچھلے سال آئے تھے اس سال اس سے زیادہ مہمان آئیں گے انشاءاللہ۔ اس لئے جلسہ کا انتظام پہلے سے بہتر ہونا چاہیئے۔

اسی طرح ہمیں امید ہے کہ ملکی انتظامیہ نے پچھلے سال جتنا انتظام کیا تھا اس سال ان کا انتظام پہلے سے بھی اچھا ہوگا۔ ان کا ہمارے ساتھ تعاون اچھا ہوگا ہمارا ان کے ساتھ تعاون اچھا ہوگا۔ ایک دوسرے کو آپس میں ہزار ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ وہ بھی باہر سے آتے ہیں ان کو ہزار تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ان کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ان کو ہمارا خیال رکھنا چاہیئے۔ دونوں طرف سے بات چلتی ہے لیکن بہرحال ایک چیز تو واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری کسی سے لڑائی نہیں ہے نہ ہمارے دل میں کسی کی دشمنی ہے نہ ہمارے دل میں کسی کے لئے حقارت ہے نہ کسی کو ہم ذلیل سمجھتے ہیں۔ ہم ہر انسان کو انسانیت کے شرف کا مقام دینا چاہتے ہیں اور اس مقام پر اسے کھڑا دیکھنا چاہتے ہیں ہم ہر ایک کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔ ہر ایک کو پیار کے ساتھ اس صداقت کی طرف لانا چاہتے ہیں جو ہمارے نزدیک صداقت ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں۔

ایک اچھی چیز جو میں اچھی چیز سمجھتا ہوں اگر میں چاہوں کہ وہ دوسروں کے پاس بھی ہو تو یہ بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ یہ چیز ضرور قابل اعتراض بن جاتی ہے جو کہانیوں میں بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں ایک گیدڑ تھا یا شاید کوئی اور جانور تھا اس کی دم کٹ گئی تو اس نے کہا یہ تو فضول چیز تھی سارے ہی گیدڑوں کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنی دُمیں کٹوا دیں۔ ہم تو انسان ہیں خدا نے ہمیں انسان سے پیار کرنا سکھایا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے انسان کو سب سے بڑی نعمت ہی یہ عطا کی ہے کہ ایک ایسی جماعت پیدا کر دی گئی جو انسان سے انسان کی حیثیت سے پیار کرتی ہے۔ اسے کسی سے کوئی دشمنی نہیں اور اس سے بھی دشمنی نہیں جو کسی غلط فہمی کی وجہ سے خود کو ہمارا دشمن سمجھتا ہے میں نے کئی دفعہ یہ کہا ہے اور کہتے ہوئے میں کبھی تھکوں گا نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک لوگ کہتے ہیں ایک لاکھ بیس یا چوبیس ہزار انبیاء گزرے ہیں اور زمین پر انسانی زندگی کا بڑا لمبا زمانہ ہے جس میں پتہ نہیں کتنے آدم پیدا ہوئے ہیں مگر تاریخ نے کوئی ایک واقعہ بھی ریکارڈ نہیں کیا کہ پیار نے کبھی شکست کھائی ہو۔

غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ میرے نزدیک اس زمانہ میں نوع انسانی پر خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ نوع انسانی کا ایک حصہ ایسا پیدا کر دیا گیا ہے جو ہر ایک سے پیار کرتا ہے اور کسی سے دشمنی نہیں رکھتا۔ دنیا میں یہ چیز جماعت احمدیہ کے باہر کہیں بھی نظر نہیں آئے گی۔ دنیا میں بڑا فساد پیدا ہوا ان اقوام کی وجہ سے جو بڑی مہذب کہلاتی ہیں اور اپنے آپ کو تہذیب کی چوٹیوں پر پہنچی ہوئی سمجھتی ہیں مگر وہ بھی ایک دوسرے سے نفرت اور حقارت کا سلوک کر رہی ہیں اور جو غریب ممالک ہیں ان کے ساتھ کوئی پیار نہیں کرتا۔ چنانچہ بڑے بڑے مہذب اور مالدار ممالک کی جتنی بھی پالیسیاں ہیں وہ سب اپنے فائدہ کے لئے ہیں ہمارے پیار کے لئے نہیں لیکن دنیا میں ایک ایسی جماعت ہے جو ہر ایک سے پیار کرتی ہے اور آدم سے لے کر اس وقت تک کوئی ایسا واقعہ تاریخ نے ریکارڈ نہیں کیا کہ پیار نے شکست کھائی ہو اور نفرت اور حقارت نے کامیابی حاصل کی ہو۔

آخر کار پیار کی جیت ہوتی ہے اور میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اب بھی آخر کار پیار ہی

انشاء اللہ جیتے گا۔ مہدی علیہ السلام کے سپرد یہ کام ہوا ہے اس کے نتیجہ میں ساری دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار کرنے لگ جائے گی اور پیار میں تڑپ کر آپ کی جھولی میں آ گرے گی اور خدائے واحد ویگانہ کی پرستش کرنے لگے گی۔ دنیا آج اس واقعہ کو کتنا ہی اَن ہونا کیوں نہ سمجھے مگر ہونا یہی ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین کے خدا نے کہا ہے کہ یوں ہی ہوگا۔

پس جلسہ سالانہ کا جو نظام ہے اس کو میں کہتا ہوں ہماری روایات یہ ہیں کہ ہر جلسے پر نظام جلسہ پہلے جلسے کے نظام جلسہ سے بہتر ہوتا ہے اس لئے وہ کوشش کریں دعاؤں کے ساتھ اور تدبیر کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ان کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھاتا چلا جائے گا۔ اس سلسلہ میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ ایک تو ہر ایک عمر کے رضا کار آگے آئیں دوسرے جن دوستوں کو خدا تعالیٰ نے سر چھپانے کو مکان دیئے ہیں وہ اپنے بھائیوں کے لئے جو اسلام کے نام پر اور قرآن کے نام پر یہاں آتے ہیں اور قرآن کی باتیں سننے کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں ان کو سکھ پہنچانے کے لئے یا ان کو نسبتاً کچھ آرام پہنچانے کے لئے اپنے ہاں ٹھہرنے والے مہمانوں کے علاوہ مکان کا جتنا حصہ بھی وہ نظام جلسہ کو دے سکتے ہوں ضرور دیں۔ تیسرے یہ کہ جلسہ کے جو منتظمین ہیں وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ ان کا نظام پہلے سے بہتر ہونا چاہیئے چوتھے ساری دنیا کے احمدی یاد رکھیں کہ جہاں تک ہماری عقل وفراست کا تعلق ہے اور جہاں تک ہمارے دل اور روح کا تعلق ہے اور جہاں تک ہمارے عزم اور ارادہ کا تعلق ہے اور جہاں تک ہمارے توکّل علی اللہ اور حکومت وقت پر حسن ظن کا تعلق ہے جلسہ سالانہ انشاء اللہ اپنی تاریخوں میں ہوگا۔ پچھلے سال بھی ہمارے مخالفوں نے بڑا ہی پروپیگنڈا کیا تھا بعض جگہ یہ کہا کہ جلسہ نہیں ہوگا۔ بعض جگہ یہ مشہور کر دیا کہ عورتوں کو جلسہ میں شمولیت سے منع کر دیا گیا ہے حالانکہ جو ہدایت یہاں سے جاتی ہے اس کے متعلق دوستوں کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ وہ یہاں سے جاتی ہے اور اس کے اندر تو کوئی اخفا نہیں ہوتا اس میں تو کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہوتی۔

پس جلسہ سالانہ کا جو عام طریق ہے اسی کے مطابق اس سال بھی جلسہ ہوگا اور ہمارا جو عام طریق ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہوئے اس کے حضور عاجزانہ جھکتے

ہوئے ہر آن اس کے حضور دعائیں کرتے ہوئے ہمارا جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ابھی سے دعائیں شروع کر دینی چاہئیں اللہ تعالیٰ ہمارے جلسے کو ہر اُس رنگ میں بابرکت کرے جس رنگ میں بابرکت ہونے کی دعائیں اس جلسے کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے کی ہیں۔ غرض جب ہماری عاجزانہ دعائیں حضرت مہدی علیہ السلام کی دعاؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ہمارے کام میں برکت ڈال دے گا۔ اس لئے دوست دعائیں کرتے رہیں تدبیر کرتے رہیں۔ حسن ظن سے کام لیں خدا تعالیٰ پر توکل رکھیں اور جلسہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ یہ چار پانچ دن کی بات ہے ہم نے دیکھا ہے۔ زمیندار احباب کو تو دو دن تک روٹی نہ ملے تب بھی گزارہ کر لیتے ہیں اور یہ میری اپنی آنکھوں کا مشاہدہ ہے لیکن یہاں تو بہرحال کئی ایک کو بڑی لذیذ روٹی مل جاتی ہے۔ کئی شاید سمجھتے ہوں کہ اتنی لذت نہیں ملتی جتنی ان کی گھر کی روٹی میں ملتی ہے لیکن ہمیں تو بہت لذت آتی ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری ذمہ داریوں میں باندھ دیا ہے لیکن جب میں اس سے پہلے ان سے آزاد تھا اور آزادانہ باہر پھرا کرتا تھا۔ افسر جلسہ سالانہ کی حیثیت میں یا ویسے ہی تو سب سے زیادہ مزیدار روٹی جو میں نے عمر میں کھائی ہے وہ تازہ گرم گرم تنوری روٹی تھی جو جلسہ سالانہ کے تنور سے نکلی اور میں نے بغیر سالن کے کھا لی اور ساتھ پانی لیا۔ ایسے بہت سے کھانے بھی میں نے کھائے ہیں اب بھی اس روٹی کی لذت دل میں سرور پیدا کرتی ہے حالانکہ اس وقت نہ جلسہ ہو رہا ہے اور نہ وہ تنور چل رہا ہے بہرحال دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھکتے ہوئے جلسہ پر آنے کی تیاری کریں۔ تکبر کا کوئی رنگ اپنی زندگیوں میں پیدا نہ ہونے دیں اور پورے عزم اور ارادہ کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آنے کی اسی طرح تیاری کریں جس طرح دوست اپنے دوسرے نیکی کے کاموں کی تیاری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے اور اپنی رحمتوں سے نوازنے والا ہے اب وہ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے ہمیں نوازے گا۔ انشاء اللہ العزیز

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳؍دسمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۶)